محمد وسیم اختر مفتی

عروہ بن زبیر

یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا عہد حکومت تھا۔ مسلمان باہم شیر وشکر تھے۔ چار نو جوان مسجد حرام میں نماز سے فارغ ہوئے تھے۔ باتوں باتوں میں ہر ایک نے اپنے مستقبل کی تمناؤں کا ذکر کیا۔ ایک نے کہا کہ میری آرزو ہے کہ میں خلیفہ بنوں اور حرمین شریفین پر میرا جھنڈا لہرائے۔ دوسرے نے تمنا کی میں پوری اسلامی سلطنت کا خلیفہ بنوں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانشینی مل جائے۔ تیسرے کا کہنا تھا کہ میری خواہش ہے کہ عرب وعجم میری فرماں روائی میں ہوں اور قریش کی دو خوب رو دوشیزائیں میری زوجیت میں آ جائیں۔ چوتھے نوجوان کا ارمان بالکل مختلف تھا۔ اس نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ مجھے دنیا کے اندر علوم دینیہ میں کمال حاصل ہو جائے، مخلوق مجھ سے فیض یاب ہو اور آخرت میں جنت میں جگہ مل جائے۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ چاروں نوجوانوں کی مرادیں بر آئیں۔ پہلے نوجوان کا نام عبداللہ بن زبیر، دوسرے کا عبدالملک بن مروان، تیسرے کا مصعب بن زبیر اور چوتھا عروہ بن زبیر تھا۔

عروہ بن زبیر ۲۳ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا آخری سال تھا۔ آپ کے والد زبیر بن عوام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی صفیہ کے بیٹے تھے۔ ان کا شجرۂ نسب پانچویں پشت یعنی قصی بن کلاب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ وہ عشرہ مبشرہ میں شامل تھے اور ان کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر بن عوام ہے۔ حضرت عروہ کی والدہ بھی حسب ونسب والی تھیں۔ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحب زادی اسما تھیں۔

اس زمانے میں اسلامی حکومت انتہائی وسیع ہو چکی تھی اور مسلمان خوش حال تھے۔ عروہ نے بڑی دل جمعی سے علم حاصل کیا۔ اپنے والد زبیر اور بھائی عبداللہ کے علاوہ، حضرت علی، حضرت سعید بن زید، حضرت زید بن ثابت، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابوایوب انصاری، حضرت اسامہ بن زید، حضرت نعمان بن بشیر اور حضرت ابوہریرہ رضی

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

اللہ عنہم سے کسب فیض کیا۔عورتوں میں سے آپ کی والدہ حضرت اسما، خالہ حضرت عائشہ، حضرت ام حبیبہ، حضرت ام سلمہ اور حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہن نے آپ کی تربیت میں حصہ لیا۔آپ تابعین سے علم حاصل کرنے میں بھی پیچھے نہ رہے۔ نافع بن جبیر، حضرت عثمان کے آزاد کردہ غلام حمران اور ابوسلمہ بن عبدالرحمان ان میں شامل ہیں۔

سب سے بڑھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھانجے کی تربیت کی۔ وہ خود فرماتے ہیں: میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے چار سال پہلے ان سے تمام علوم سیکھ چکا تھا اور ان کی روایت شدہ تمام احادیث مجھے زبانی یاد تھیں۔آپ کو قرآن مجید سمجھنے میں کوئی دشواری پیش آتی تو فوراً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رجوع کرتے۔ چنانچہ سعی بین الصفا والمروہ کے بارے میں آپ کے اشکال کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی نے دور کیا۔عروہ کا کہنا تھا کہ قرآن کے الفاظ سے لگتا ہے کہ یہ سعی ضروری نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: بات یہ نہیں، بلکہ ہم دور جاہلیت میں سعی کو گناہ سمجھتے تھے اور ہمارے استفسار پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد نازل ہوا کہ اس میں گناہ کی کوئی بات نہیں۔اسی طرح سورۂ یوسف کی آخری سے پہلے والی آیت کے بارے میں انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا تو انھوں نے بتایا کہ جھوٹے وعدے کا گمان کرنے والے رسول نہیں، بلکہ ان کے پیروکار ہیں۔لہٰذا آیت کا صحیح ترجمہ یوں ہوگا: ''یہاں تک کہ جب پیغمبر لوگوں سے مایوس ہوگئے اور لوگوں نے بھی سمجھ لیا کہ ان سے جھوٹ بولا گیا تھا تو یکا یک ہماری مدد پیغمبروں کو پہنچ گئی۔''

علم حدیث میں آپ کو کمال حاصل تھا۔اس کی دلیل وہ اسناد ہیں جو اب بھی کتب حدیث میں موجود ہیں۔ان میں بے شمار دفعہ عروہ کا نام آیا ہے۔زہری کہتے ہیں کہ وہ ایک اتھاہ سمندر کی حیثیت رکھتے تھے۔عمر بن عبدالعزیز ان کو بڑا عالم سمجھتے تھے اور سب محدثین نے ان کو کثیر الحدیث اور ثقہ مانا ہے۔

علم فقہ میں عروہ کی مہارت مانی جاتی ہے۔انھیں مدینے کے سات فقہا میں شامل کیا گیا جن کا فیصلہ حرف آخر سمجھا جاتا تھا۔فقہائے سبعہ میں سعید بن مسیّب، عروہ بن زبیر، خارجہ بن زید بن ثابت، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ، قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق، ابوبکر بن عبدالرحمان بن حارث اور سلیمان بن یسار شامل ہیں۔آپ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی دس فقہا پر مشتمل مجلس مشاورت میں بھی شامل تھے۔

رائج علوم کی تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد آپ مسند تدریس پر فائز ہوئے جو آپ کی بچپن کی آرزو تھی۔مسجد نبوی میں آپ کا حلقۂ درس پرہجوم ہوتا۔حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ صحابہ بھی ان سے مسائل دریافت کرتے تھے۔آپ نے فقہ میں کئی کتابیں لکھیں۔واقدی کہتے ہیں کہ وہ پہلے آدمی تھے جنھوں نے مغازی میں کتاب لکھی۔اس زمانے میں لوگ کتاب اللہ کے علاوہ کوئی تحریر لکھنا پسند نہ کرتے تھے۔عروہ نے بھی حرہ کی جنگ کے بعد اپنی کتابیں ضائع کر دیں، تاہم بعد میں افسوس کرتے کہ اب کتاب اللہ کا متن مستحکم ہو چکا ہے اور اس میں آمیزش کا خطرہ نہیں رہا، کاش میری کتابیں محفوظ ہوتیں۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

آپ کے شاگردوں میں سے تمیم بن ابوسلمہ، سعد بن ابراہیم ، سلیمان بن یسار، عبداللہ بن ذکوان ، عبداللہ بن عروہ، عطابن ابورباح، علی بن زید، عمرو بن دینار، زہری، محمد بن منکدر اور یحییٰ بن ابوکثیر مشہور ہیں۔علم وفضل کا حامل ہونے کے ساتھ عروہ عبادت گزار بھی تھے۔ ہر روز مصحف میں سے دیکھ کر ربع قرآن تلاوت کرتے اور پھر تہجد میں اسے دہراتے۔نماز خشوع وخضوع سے پڑھتے۔ایک شخص کو جلدی جلدی مختصر نماز پڑھتے دیکھا تو اسے کہا، کیا تمھیں اپنے رب سے کچھ مانگنا نہیں ہوتا۔ مسلسل روزے رکھتے۔جس روز انتقال ہوا، اس دن بھی روزے سے تھے۔

آپ کسی کام سے ولید بن عبدالملک سے ملنے دمشق گئے۔راستے میں آپ کے پاؤں میں ورم آ گیا اور اس نے ایک مہلک پھوڑے کی شکل اختیار کر لی اس کا زہر اوپر کی طرف پھیلنا شروع ہوا تو دمشق کے اطبا نے اسے کاٹنے کا مشورہ دیا۔آپ کو کہا گیا کہ تھوڑی سی شراب پی لیں تو آپریشن آسان ہو جائے گا، لیکن آپ نے ذکر وتسبیح اور نماز میں مشغول ہونے کو ترجیح دی۔اسی حالت میں آپ کا پاؤں کاٹا گیا۔ولید بھی پاس بیٹھا باتیں کر رہا تھا، اسے خبر تک نہ ہوئی، البتہ جب آخر میں گوشت جلا کر خون بند کیا گیا تو اس کی بو سے اسے معلوم ہوا کہ پاؤں کٹ چکا ہے۔آخر میں عروہ بے ہوش ہو گئے۔آپریشن کے بعد بھی آپ نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اے اللہ تو نے ایک عضو لیا اور تین باقی رہنے دیے۔

اسی سفر میں آپ کو ایک اور صدمہ پیش آیا۔آپ کا بڑا بیٹا محمد جو آپ کا رفیق سفر تھا۔چھت سے اصطبل میں جا گرا اور گھوڑوں نے اسے کچل دیا۔تب بھی آپ نے صبر کیا اور کہا کہ اللہ شکر ہے۔تو نے سات بیٹوں میں سے ایک کو وفات دی اور چھ کو زندہ رکھا ہے۔واپسی پر جب پاؤں میں درد شروع ہوا تو سورۂ کہف کی یہ آیت پڑھی: اتنا کہا:'لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا' (ہمیں اپنے اس سفر میں بڑی مشقت کا سامنا کرنا پڑا ہے)۔

اس واقعے کے بعد آٹھ سال تک آپ زندہ رہے۔آپ نیکی کے کاموں میں حصہ لیتے رہے۔مدینے میں ایک کنواں کھدوایا جو بیر عروہ کے نام سے مشہور ہے اور ٹھنڈا میٹھا پانی دیتا ہے۔جب آپ کے باغات میں کھجوریں اور پھل لگتے تو اس کی دیوار میں شگاف ڈال دیتے تا کہ لوگ خوب فائدہ اٹھالیں۔آپ شاعری سے بھی اچھی طرح واقف تھے۔اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر کی شہادت کے بعد عبدالملک بن مروان سے اپنے بھائی کی تلوار لینے گئے۔انھوں نے بہت سی تلواریں آپ کے آگے ڈھیر کر دیں۔آپ نے جھٹ سے عبداللہ بن زبیر کی تلوار نکال لی۔عبدالملک نے پوچھا، آپ نے تلوار کیسے پہچانی۔انھوں نے کہا کہ اصل میں یہ میرے والد زبیر بن عوام کی تلوار تھی اور انھوں نے جنگ بدر میں اسے استعمال کیا تھا، تب سے اس میں ایک دندانہ پڑا ہوا ہے پھر ایک شعر پڑھا جس کا مفہوم یہ ہے کہ ان تلواروں میں بس اتنا ہی عیب ہے کہ لشکروں سے ٹکرانے کے باعث ان میں دندانے پڑے ہوئے ہیں۔

عروہ خوش لباس تھے۔بالوں پر خضاب لگاتے۔چار بیویوں اور دو باندیوں سے ان کے اٹھارہ بچے ہوئے۔ان میں سے یحییٰ، ہشام عبداللہ اور عثمان نے روایت حدیث میں بڑا حصہ لیا۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

علی بن حسین زین العابدین اور عروہ نماز عشا کے بعد مسجد نبوی کے آخری حصے میں بیٹھ جاتے اور باہم گفتگو کرتے۔ ایک دن بنو امیہ کے مظالم کا ذکر چھڑ گیا تو دونوں نے مشورہ کیا کہ ان میں گھل مل کر رہنا اور ان پر نکیر نہ کرنا عذاب الٰہی کا باعث بن سکتا ہے۔ عروہ نے مشورہ دیا کہ ظالموں سے چند میل دور رہ لینا ہی مناسب ہے، چنانچہ وہ عقیق میں منتقل ہو گئے۔

آپ کی وفات ۹۴ ہجری میں آپ کے باغات میں ہوئی جو فرع کے مقام پر تھے۔ وہیں آپ کو دفن کیا گیا۔ اس سال کو فقہا کی موت کا سال کہا جاتا ہے۔ آغاز میں علی بن حسین زین العابدین فوت ہوئے، پھر عروہ بن زبیر، سعید بن مسیّب اور آخر میں ابوبکر بن عبد الرحمان بن حارث اللہ کو پیارے ہوئے۔

---

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com